استحکام پاکستان کی حقیقی بنیاد

انتہاء پسندی کے اسباب کے تجزیہ اور اس کے سد باب میں ہے

پروفیسر مولانا عبدالماجد
لیکچرار: شعبہ عربی وفاقی اردو یونیورسٹی کراچی

دورِ حاضر میں انتہاء پسندی کا رجحان تیزی سے امت مسلمہ میں بڑھ رہا ہے اور اقوام عالم کے لئے یہ رُجحان ایک چیلنج ہے۔ اس کے اسباب وسد باب کا جائزہ لینا ضروری ہے۔

اِس موضوع پر سیر حاصل بحث کرنا گو کہ بہت مشکل اُمر ہے، بہر کیف میں اِس موضوع کی وسعت اور ہمہ گیریت کو واضح کرنے کی کوشش کو سعادت سمجھوں گا۔

مذہبی انتہاء پسندی کا رجحان: تاریخ کے صفحات میں ہمیں بے شمار ایسی مثالیں ملتی ہیں جہاں مختلف مذاہب کے پیروکاروں نے دوسرے مذاہب کے ماننے والوں کو اپنی شدید نفرت وحقارت کا نشانہ بنائے رکھا۔ اس منفی طرز فکر کا ہمیشہ یہ منطقی نتیجہ برآمد ہوا کہ مذہب وعقیدے کے تحفظ کی آڑ میں مذہبی عناصر ایک دوسرے کے خلاف دست وگریباں ہوتے رہے۔

اسی طرح بے قاعدہ جنگ میں ایک کم خرچ ''ہتھیار'' کے طور پر دہشت گردی کا مقصد بھی قانون سے ماوراء رہتے ہوئے اپنے حریف کے خلاف طاقت کا استعمال کرنا ہوتا ہے۔ اس دہشت گردی کی جڑیں بہت پرانی ہیں۔(۱)

غیر مسلم اقوام میں مذہبی انتہاء پسندی: یہودی انتہاء پسندی یہ ہے، بنی اسرائیل تیرہ سو سال قبل مسیح فلسطین میں داخل ہوئے اور دو سو سالہ جدوجہد کے بعد ناجائز قابض ہو گئے۔ آٹھویں صدی قبل مسیح میں ''اسیریہ'' نے یہودیوں کا مکمل قلع قمع کر کے دیگر اقوام کو جنہیں اکثریت عربوں کی تھی یہاں آباد کر دیا۔

چھٹی صدی قبل مسیح میں ''بخت نصر'' نے ایک بار پھر یہودیوں کو جلاوطن کیا اور ''ہیکل

سلیمانی'' کو ملیا میٹ کر دیا۔ ایرانیوں کی مدد سے ایک مرتبہ پھر یہودی یہاں آباد ہوئے، لیکن ستر یں صدی عیسوی میں بغاوت کے جرم میں رومیوں نے ایک بار پھر بیت المقدس اور ہیکل سلیمانی کو مسمار کر دیا۔

جبکہ ۱۹۳۵ء میں دوسری بغاوت کی پاداش میں رومیو نے پورے فلسطین سے یہودیوں کو نہ صرف نکال باہر کیا بلکہ آئندہ کے لئے ان کے داخلے پر پابندی عائد کردی اور یہاں عرب قبائل آباد کر دیئے۔ طلوع اسلام کے وقت یہ علاقہ عربوں سے ہی آباد تھا۔ (۲)

یہودی گزشتہ دو ہزار سال سے یہ دعاء مانگتے رہے ہیں کہ فلسطین کا علاقہ انہیں واپس ملے۔ (۳)

یہودی قوم کے تشدد اور انتہاء پسندی کا اندازہ اُن آیات سے لگایا جاسکتا ہے جہاں قرآن کریم نے ان کے جرائم بیان کئے ہیں۔

یہ اللہ کی نشانیوں کا انکار کرتے ہیں۔ (۴) یہ نقض عہد کرتے ہیں۔ (۵)

ان کا سب بڑا جرم جو قرآن کریم میں بیان ہوا ہے وہ یہ ہے کہ یہ ناحق انبیاء کا قتل کرتے ہیں۔ (۶)

یہودیوں نے اپنے معاصر اہل مذہب پر زیادتیاں کیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بقول ''انجیل'' کے صلیب پر چڑھا دیا گیا۔ (۷)

جبکہ قرآن کریم اس واقعے کی حقیقت بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ نہ انہیں (عیسیٰ علیہ السلام) کو سولی دی گئی اور نہ انہیں قتل کیا گیا۔

وما قتلوهُ وما صلبوهُ (۸)

یہودی صرف دوسرے مذاہب کے بارے میں ہی انتہاء پسند نہیں بلکہ اپنے ہم مذہبوں کی بھی فکری آزادی اور اختلاف رائے برداشت نہیں کرتے۔

مثلاً ایک زمانے میں ان میں ایک فاضل شخص ''ڈوبر'' پیدا ہوا جو عام یہودیوں سے

مختلف ذہن رکھتا تھا۔ یہودیوں نے اُسے برادری سے خارج کرڈالا اور اس صدمہ سے اس کا انتقال ہو گیا۔(۹)

فلسطین اسرائیل کے قیام سے قبل عرب دنیا کا اہم حصہ تھا۔ جو شام سے علیحدہ حیثیت رکھتا تھا۔ اس کی آبادی ۹۰ فیصد عرب تھی۔(۱۰)

۱۹۱۷ء میں یہودیوں نے برطانوی حکومت سے تحریری معاہدہ کرلیا کہ انہیں فلسطین میں آباد کیا جائے گا، ۱۹۲۲ء میں مجلس اقوام نے فیصلہ کیا کہ حکومت انگلستان فلسطین میں یہودیوں کو آباد کرے گی۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد پوری دنیا سے یہودی فلسطین میں جمع ہو گئے تھے۔ ۱۹۴۷ء میں برطانوی حکومت نے مسئلہ فلسطین اقوام متحدہ میں پیش کردیا۔ چنانچہ ۱۴رمئی ۱۹۴۸ء رات ۱۰ر بجے اسرائیلی ریاست کے قیام کا اعلان کردیا گیا۔(۱۱) اور عرب سرزمین پر ناجائز یہودی ریاست قائم کرکے اُمت مسلمہ کے قلب میں خنجر پیوست کردیا گیا۔

عیسائیت: عدم برداشت کے سلسلے میں عیسائیوں کی تاریخ بھی یہودیوں سے کم خفت آمیز نہیں، عیسائیت اپنے دورِ ابتداء میں صلح و آشتی اور عفو و درگزر کی تبلیغ کرتی رہی۔ لیکن اقتدار کے حصول کے بعد عیسائیوں نے بجائے عفوو درگزر کرنے کے اپنے مخالفین سے عبرت ناک انتقام لیا۔(۱۲)

بیت المقدس میں فاتحانہ داخلے پر صلیبیوں نے ایسا قتل عام مچایا کہ ان صلیبیوں کے گھوڑے گھٹنوں گھٹنوں خون کے چشموں میں ڈوبے ہوئے تھے۔ بچوں کی ٹانگیں پکڑ پکڑ کر انہیں دیواروں سے دے مارا گیا۔(۱۳)

اندلس (اسپین) پر مسلمانوں نے سات سو سال تک حکومت کی، جس میں مسلمان عیسائی اور یہودی سب مل کر پرامن طریقے سے رہتے تھے۔ مگر ۱۴۹۲ء میں جب وہاں عیسائیوں نے قبضہ کیا تو انہوں نے مسلمان اور یہودیوں سے کہا کہ وہ یا تو عیسائیت قبول کرلیں یا یہاں سے نکل جائیں۔ اسی تعصب کی بناء پر کچھ عرصہ میں یورپ کو مسلمانوں سے خالی کرالیا گیا۔

انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا میں ہے کہ ۱۴۹۲ء میں جب اسلامی حکومت کا خاتمہ ہوا تو

ساڑھے تین لاکھ مسلمانوں کو عیسائی مذہبی عدالت میں کورٹ مارشل کیا گیا۔ ان میں سے تیس ہزار کو سزائے موت جبکہ بارہ ہزار کو زندہ جلا دیا گیا۔(۱۴) ماضی قریب میں عیسائیوں کی سب سے پرشکوہ حکومت برطانیہ نے کتنی بڑی دنیا پر حکمرانی کی، مگر جہاں بھی گئے ظلم وستم کا بازار گرم کیا، کبھی کہا جاتا تھا کہ برطانیہ کی حکومت میں سورج غروب نہیں ہوتا مگر اس ظلم کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے اس ملک کو ایک چھوٹے سے قطعۂ زمین تک محدود کر دیا۔ آج کے دور کے لحاظ سے عیسائیوں کی سب سے طاقت ور حکومت امریکا نے عالمی امن واستحکام اور دہشت گردی کے خلاف جنگ کے پرفریب نعروں پر دنیا بھر میں خالص مسلمانوں پر ظلم وستم کے وہ پہاڑ توڑے ان کو دیکھ کر چنگیز خان اور ہلاکو خان کی روحیں بھی چیخ اٹھی ہوں گی۔

عراق کے خلاف جنگ میں امریکہ نے صرف ۲۴ دنوں میں آٹھ ہزار ٹن بارود عراقی باشندوں پر برسایا۔ اس جنگ میں لاکھوں عراقی مسلمان شہید ہوئے۔

۱۱ ستمبر ۲۰۰۱ء ورلڈ ٹریڈ سینٹر کے خود ساختہ حادثے کے بعد امریکہ نے اس کا ذمہ دار مسلمانوں کو ٹھراتے ہوئے ایک مسلم مملکت افغانستان پر حملہ کر کے لاکھوں مسلمانوں کو شہید کر دیا، اور ظلم وبربریت کا یہ خطرناک کھیل تاحال جاری ہے۔

ہندومت: ہندومت کی کتابوں میں دشمن کے ساتھ نہایت ہی برے سلوک کا حکم دیا گیا ہے۔ ہندومت کی کتابوں میں ''ویدوں'' (مذہبی کتب) کو خاص مقام حاصل ہے، جن میں ''رگ وید'' ''اتھروید'' ''یجروید'' مشہور کتب ہیں اس کے علاوہ ''منوشاستر'' اور ''گیتا'' ہندوؤں کے ہاں مذہب کی قانونی کتابیں ہیں۔ ان کتابوں میں دشمنوں سے سلوک کے بارے میں لکھا ہے کہ اپنے مخالفوں کو درندوں سے پھڑ واڈالو، ان کو پاؤں کے نیچے کچل ڈالو، ان پر بالکل رحم نہ کرو، دھرم کے مخالفین کو زندہ آگ میں جلا دو، اوران کے کھیتوں کو اجاڑ دو، اور بھوکا مار ڈالو، اوران کو سمندر میں غرق کر دو، جس طرح سے بلی چوہے کو تڑپا تڑپا کر مارتی ہے اسی طرح دھوم مخالفین کو مارو، مخالفین جوڑ کاٹ دیئے جائیں۔(۱۵)

ہندوؤں کے دھرم میں جانوروں کا گوشت کھانا منع ہے، لیکن مسلمان کا خون بہانا جائز ہے۔ کسی ہندو کو اس کے پینے میں پس و پیش نہیں کرنا چاہیے۔(۱۶)

شودر جس عضو سے برہمن کی ہتک کرے اس کا وہی عضو کاٹ دیا جائے، ''وید'' سننے پر دونوں کانوں میں سیسہ ڈال دیا جائے ''وید'' یاد کرنے پر دل چیر دیا جائے۔ جو کچھ اس دنیا میں ہے برہمن کا مال ہے کیونکہ وہ خلقت میں سب سے بڑھ کر ہے۔ ساری چیزیں اس کی ہیں، سزائے موت کے عوض برہمن کا صرف سر مونڈھا جائے گا جبکہ دوسری ذات کے لوگوں کو موت کی سزا دی جائے گی۔(۱۷)

مندرجہ بالا عقائد کی روشنی میں گجرات کے مسلم کش فسادات اور بابری مسجد کی شہادت کو دیکھا جائے تو ہندوؤں کی مذہبی انتہاء پسندی بہت اچھے طریقے سے واضح ہو جائے گی، اور کشمیر کے مسلمانوں پر بربریت بھی اس مذہبی نفرت کے سلسلے کی ایک کڑی ہے، جس پر ''ہندو'' آج تک قائم ہیں۔

انتہاء پسندی کا سدباب تعلیمات نبوی ﷺ کی روشنی میں: طلوعِ اسلام سے قبل جنگ و جدل، قتل و خون ریزی انتہاء پسندی اور عدم برداشت کی ہمیں کئی مثالیں نظر آتی ہیں۔ ایام ''حرب'' کا ایک سلسلہ ہے جو خون کی موجوں کی طرح سارے جزیرے میں پھیلا ہوا تھا۔(۱۸)

عربوں کے دور جاہلیت میں انتقام سے محبت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ وہ عرب جو شراب پر جان دیتے تھے وہ انتقام لینے سے قبل اپنے لئے شراب پینا حرام سمجھتے تھے۔(۱۹)

اسلام نے عرب کے چرواہوں کو جو ظلم و ستم کے عادی تھے، انسان بنا دیا اور ان کے اندر رحم و کرم اور تواضع پیدا کر دی۔ ان میں ''پریم'' کے جذبات پیدا کر دیئے۔(۲۰)

ہر مذہب یہ چاہتا ہے کہ دوسرے مذاہب ختم ہو جائیں صرف ان کا مذہب باقی رہے لیکن اسلام اور داعی اسلام کا دامن ان دونوں چیزوں سے پاک ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لاَاِکْرَاہ فِیْ الدِیْن قد تبین الرَّشْدُ من الغیّ (۲۱)

دین اسلام میں زور زبردستی نہیں ہدایت گمراہی سے الگ ہو چکی ہے۔

شریعت دوسرے کے عقائد کا احترام کرنے کا حکم دیتی ہے اور جبر و زبردستی سے اپنے عقائد کو دوسرے پر مسلط کرنے سے روکتی ہے۔

افأ نتَ تکرہُ النَّاسَ حتَّی یکونو امؤمنین (۲۲)

اب آپ کیا زبردستی کریں گے لوگوں مؤمن ہو جائیں۔

ارباب سیر نے حضور اکرم ﷺ سے بھی عفو و حلم اور مظالم برداشت کرنے کے متعدد واقعات تحریر کیے ہیں۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کا ارشاد گرامی ہے کہ: آپ ﷺ نے تمام زندگی اپنے اوپر کی گئی زیادتی کا بدلہ نہیں لیا۔ بجز اس کے کہ خدائی حرمت کو پامال کیا گیا ہو اس صورت میں آپ ﷺ سختی سے مواخذہ فرماتے تھے۔ (۲۳)

اہل طائف نے حضور ﷺ سے کیا سلوک کیا؟ مگر ۹ھ میں جب ان کا وفد مدینہ منورہ پہنچا تو حضور علیہ السلام نے انہیں صحن مسجد نبوی میں مہمان رکھا۔ رئیس المنافقین عبداللہ بن اُبی نے ہمیشہ در پردہ دشمنوں کی حمایت کی، مگر ان تمام سازشوں کے باوجود اللہ تعالیٰ کے نبی نے اس کے ساتھ ہمیشہ اچھا سلوک کیا، بلکہ وفات پر اس کا نہ صرف جنازہ پڑھایا بلکہ اپنا کرتہ پہنا کر اپنے ہاتھوں سے دفنایا۔ (۲۴)

اسلام کی راہ اعتدال کی راہ ہے ہر چیز میں اعتدال کی راہ کا ہی نام اللہ نے صراط مستقیم رکھا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وكذالك جعلنا كم امةً وسطاً (۲۵)

مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ اس آیت کی تفسیر میں بیان فرماتے ہیں کہ امت محمد یہ کو ''امت وسط'' یعنی معتدل امت فرما کر یہ بتلا دیا کہ انسان کے اندر جو ہر شرافت وفضیلت بدرجہ کمال موجود ہے۔حدیث مبارکہ میں آتا ہے کہ:

''تم اپنے آپ کو دین میں غلو کرنے سے بچاؤ، اس لئے کہ تم سے پہلی قومیں دین میں غلو کرنے کی وجہ سے تباہ ہوئی ہیں۔(۲۶)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دورِ جاہلیت کے تمام وحشی طریقوں کو منسوخ کر دیا اور ایسے قوانین نافذ فرمائے جو قیامت تک احترام آدمیت کا درس دیتے ہیں۔(۲۷)

خلیفہ اوّل حضرت ابوبکر صدیقؓ نے شام کی طرف جب فوجیں روانہ فرمائیں تو انہیں واضح احکامات دیتے ہوئے فرمایا:

''عورتوں، بچوں، بوڑھوں کو قتل نہ کرنا، مقتولین کے اعضاء مت کاٹنا، راہبوں اور عابدوں کو نہ ستانا، عبادت گاہوں کو مت مسمار کرنا۔(۲۸)

میثاق مدینہ کی دفعات میں ایک ''دفعہ'' کے الفاظ یہ تھے کہ مسلمانوں کے لئے مسلمانوں کا دین اور یہودیوں کے لئے یہودیوں کا دین ہے۔یعنی مدینہ میں جس قدر بھی لوگ بستے ہیں ان کو دینی، عدالتی، اور قانونی آزادی کا اختیار دیا گیا تھا۔اس سے بڑھ کر مفاہمت اور رواداری کا عملی نمونہ کیا ہوگا۔(۲۹)

انسانی تاریخ میں فتح مکہ انسانی رواداری، صبر وتحمل کی وہ روشن وتابناک مثال ہے جس کا عشر عشیر بھی تاریخ عالم کے اخلاقی مصلحین کی عملی زندگی میں نظر نہیں آتا۔

مکہ کے تمام ظالم و جابر کفار ومشرکین نبی کریم ﷺ کے سامنے سر جھکائے کھڑے تھے۔آپ ﷺ نے سب کو مخاطب کر کے یہ فرمایا کہ:

لاتثریب علیکم الیوم .... اذهبو فانتم الطلقاء(۳۰)

آج تم پر کوئی ملامت نہیں جاؤ تم سب آزاد ہو۔

خلاصہ بحث: گزشتہ سطور سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اسلام عدم تشدد، اعتدال، اور رواداری کا مذہب ہے۔ آج کل مسلمانوں کی طرف جو انتہاء پسندی اور تنگ نظری کی نسبت کی جارہی ہے یہ خود بے اعتدالی اور تنگ نظری کی انتہاء ہے۔

اسلام کی تعلیمات اس نقطہ کے گرد گھومتی ہیں کہ مخلوق کی بہتری کے لئے کام کیا جائے اور شدت پسندی، تنگ نظری وانتہا پسندی سے گریز کیا جائے۔

حاصل گفتگو کا یہ ہے کہ انتہا پسندی اور غلو اس کی نوعیت چاہے کتنی ہی مختلف کیوں نہ ہو دین کے نزدیک بہرحال پسندیدہ اور مستحسن نہیں، بلکہ اس کے خاتمے کے لئے اجتماعی کوششوں کی ضرورت ہے۔

اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق نصیب فرمائے۔ امین

استحکام کیوں؟ اور کیسے؟

اگر دنیائے عالم یہ چاہتی ہے کہ دنیا میں امن وآشتی ہو جائے اور ظلم ودہشت کا خاتمہ ہو جائے تو لازمی ہے کہ آپ ﷺ کی تعلیمات کی روشنی میں حجۃ الوداع کے موقع پر دیئے گئے آپ کے پیغام کے مطابق ملکی قوانین کو ڈھال لیا جائے، اور مملکت خداداد پاکستان میں استحکام کا صرف اور صرف ایک ہی راستہ ہے اور وہ ہے کہ جس نام پر اس ملک کو حاصل کیا گیا اور جس نظریئے پر سات لاکھ افراد نے اپنے خون کی قربانی دی اور جو خدا نے ہم سے وعدہ کیا اس کو وفا کر دیا جائے۔

یعنی اے اللہ ہمیں آزاد ملک عطا فرما، ہم تجھ سے وعدہ کرتے ہیں کہ اس ملک میں قرآن وسنت کا وہ نظام نافذ کریں گے جس کی تعلیمات محمد عربی ﷺ نے دی ہے۔

آج کی بے چینی، تشدد، دہشت گردی، انتہاء پسندی، اور بے یقینی کی کیفیت خدا سے

کیئے ہوئے وعدے سے بے وفائی کا خمیازہ نہیں تو اور کیا ہے؟

حواشی وحوالہ جات

۱۔ یوناہ الیگزینڈر مترجم کرنل غلام سرور، مذہب کی آڑ میں دہشت گردی، سہ ماہی مغرب اور اسلام، اکتوبر و دسمبر ۲۰۰۲ء ص ۴۳، انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز اسلام آباد۔

۲۔ مودودی، ابوالاعلیٰ، یہودیت قرآن کی روشنی میں، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، ص ۲۹۰

۳۔ ایضاً

۴۔ سورہ آل عمران، آیت ۱۱۲

۵۔ سورۂ نساء، آیت ۱۵۵

۶۔ سورۂ البقرہ، آیت ۹۱

۷۔ بوڈلے، آر، وی، سی، محمد رسول اللہ ﷺ، مترجم محمد علی چراغ، نذیر سنز لاہور، ص ۱۶۴

۸۔ سورۂ نساء، آیت ۱۵۷

۹۔ کیرن آرم اسٹرانگ، اردو ترجمہ: خدا کے لئے جنگ، مکتبہ نگارشات، لاہور، ص ۱۵۵

۱۰۔ چوہدری غلام رسول، مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ، علمی کتب خانہ، لاہور، ص ۴۰۵

۱۱۔ مودودی، ابوالاعلیٰ، یہودیت قرآن کی روشنی میں، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، ص ۳۰۰

۱۲۔ Arthurgilman the saracens london, 1987, p.148

۱۳۔ Encyclopaedia Britannica vol:vi, art crusaves

۱۴۔ انسائیکلوپیڈیا بریٹانیکا، ۱۹۷۹ء تحت لفظ اسپین،

۱۵۔ یجروید، ۱۳: ۱۲: ۱۳: ۲۸/ ۱۵: ۱۷: ۱۸_ ۱۹/ ۱۴: ۶۵

۱۶۔ منشی عبدالرحمٰن، تعمیر پاکستانی اور علمائے ربانی، ادارہ اسلامیات لاہور، ص ۲۸

۱۷۔ منوشاستر ا:۱۰۰/ ۸:۳۷۹/ ۲:۱۸۲/ ۵:۱۱

۱۸۔ زین العابدین میرٹھی، پیغمبر اسلام ﷺ کا پیغام امن سلام، نقوش رسول ﷺ نمبر، جلد سوم، ص ۴۶۰

۱۹۔ محمود شکری آلوسی، بلوغ الارب فی احوال العرب، مترجم ڈاکٹر حسن، مرکزی اردو بورڈ لاہور، جلد سوم، ص ۴۹۰

۲۰۔ پنڈت گوپال کرشن مقالہ، مہاپرش محمد ﷺ، ۱۹۶۶ء، ص ۱۶۳

۲۱۔ سورۂ بقرہ، آیت ۱۹۰

۲۲۔ سورۂ یونس، آیت ۹۹

۲۳۔ محمد بن اسماعیل بخاری، ج ۳، ص ۳۹۵

۲۴۔ علامہ سید سلیمان ندوی، سیرۃ النبی ﷺ، جلد دوم، ص ۲۱۳

۲۵۔ سورۂ البقرہ، آیت ۱۴۳

۲۶۔ ابن ماجہ، السنن، کتاب المناسک، ص ۶۳

۲۷۔ اسد سلیم شیخ رسول اللہ ﷺ کی خارجہ پالیسی، طبع لاہور ۱۹۹۲ء، ص ۱۷۱

۲۸۔ ڈاکٹر خالد علوی، انسان کامل، طبع لاہور ۲۰۰۲ء، ص ۳۰۰/ ۳۰۱

۲۹۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ، عہد نبوی ﷺ میں نظام حکمرانی، طبع کراچی ۱۹۷۸ء، ص ۶۷

۳۰۔ قاضی محمد سلیمان پوری، رحمۃ للعالمین، طبع کراچی، جلد اوّل، ص ۱۲۹